روزنامہ

ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعرات 2 دسمبر 2010ء 25 ذی الحجہ 1431 ہجری 2 فتح 1389 ہش جلد 60-95 نمبر 244

تلاوت کا طریق

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے مجھے فرمایا:۔ مہینہ میں ایک دفعہ قرآن کا دور مکمل کیا کرو۔ میں نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔تو آنحضرتؐ نے مدت کم کر دی۔ میں اصرار کرتا گیا یہاں تک کہ آنحضرتؐ نے فرمایا تین دن سے کم کی اجازت نہیں ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب صوم یوم حدیث نمبر1842)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

روحانی حالتیں کیا ہیں؟ واضح رہے کہ ہم پہلے اس سے بیان کر چکے ہیں کہ بموجب ہدایت قرآن شریف کے روحانی حالتوں کا منبع اور سرچشمہ نفس مطمئنہ ہے جو انسان کو بااخلاق ہونے کے مرتبہ سے باخدا ہونے کے مرتبہ تک پہنچاتا ہے۔جیسا کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے۔یاایتھاالنفس المطمئنة ....

یعنی اے نفس خدا کے ساتھ آرام یافتہ ۔اپنے رب کی طرف واپس چلا آ۔وہ تجھ سے راضی اور تو اس سے راضی۔پس تو میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری بہشت کے اندر آ جا۔اس جگہ بہتر ہے کہ ہم روحانی حالتوں کے بیان کرنے کے لئے اس آیت کریمہ کی تفسیر کسی قدر توضیح سے بیان کریں۔پس یاد رکھنا چاہئے کہ اعلیٰ درجہ کی روحانی حالت انسان کی اس دنیوی زندگی میں یہ ہے کہ خداتعالیٰ کے ساتھ آرام پا جائے۔اور تمام اطمینان اور سرور اور لذت اس کی خدا میں ہی ہو جائے یہی وہ حالت ہے جس کو دوسرے لفظوں میں بہشتی زندگی کہا جاتا ہے۔اس حالت میں انسان اپنے کامل صدق اور صفا اور وفا کے بدلہ میں ایک نقد بہشت پا لیتا ہے اور دوسرے لوگوں کی بہشت موعود پر نظر ہوتی ہے اور یہ بہشت موجود میں داخل ہوتا ہے۔اسی درجہ پر پہنچ کر انسان سمجھتا ہے کہ وہ عبادت جس کا بوجھ اس کے سر پر ڈالا گیا ہے درحقیقت وہی ایک ایسی غذا ہے جس سے اس کی روح نشوونما پاتی ہے اور جس پر اس کی روحانی زندگی کا بڑا بھاری مدار ہے اور اس کے نتیجہ کا حصول کسی دوسرے جہان پر موقوف نہیں ہے۔اسی مقام پر یہ بات حاصل ہوتی ہے کہ وہ ساری ملامتیں جو نفس لوامہ انسان کا اس کی ناپاک زندگی پر کرتا ہے اور پھر بھی نیک خواہشوں کو اچھی طرح ابھار نہیں سکتا اور بری خواہشوں سے حقیقی نفرت نہیں دلا سکتا اور نہ نیکی پر ٹھہرنے کی پوری قوت بخش سکتا ہے اس پاک تحریک سے بدل جاتی ہیں جو نفس مطمئنہ کے نشوونما کا آغاز ہوتی ہے اور اس درجہ پر پہنچ کر وقت آ جاتا ہے کہ انسان پوری فلاح حاصل کرے اور اب تمام نفسانی جذبات خود بخود افسردہ ہونے لگتے ہیں اور روح پر ایک ایسی طاقت افزا ہوا چلنے لگتی ہے جس سے انسان پہلی کمزوریوں کو ندامت کی نظر سے دیکھتا ہے۔اس وقت انسانی سرشت پر ایک بھاری انقلاب آتا ہے اور عادت میں ایک تبدل عظیم پیدا ہوتا ہے اور انسان اپنی پہلی حالتوں سے بہت ہی دور جا پڑتا ہے، دھویا جاتا ہے اور صاف کیا جاتا ہے اور خدا نیکی کی محبت کو اپنے ہاتھ سے اس کے دل میں لکھ دیتا ہے اور بدی کا گند اپنے ہاتھ سے اس کے دل سے باہر پھینک دیتا ہے۔سچائی کی فوج سب کی سب دل کے شہرستان میں آ جاتی ہے اور فطرت کے تمام برجوں پر راستبازی کا قبضہ ہو جاتا ہے اور حق کی فتح ہوتی ہے اور باطل بھاگ جاتا ہے اور اپنے ہتھیار پھینک دیتا ہے۔اس شخص کے دل پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے اور ہر ایک قدم خدا کے زیر سایہ چلتا ہے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد10 ص 377)

بیرون پاکستان اعلیٰ تعلیم کے لئے قرضہ حسنہ کے متعلق معلومات

ایسے طلباء و طالبات جو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے بیرون پاکستان جانا چاہتے ہیں اور نظام جماعت سے قرض حسنہ حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے چند گزارشات درج ذیل ہیں۔

1۔ پاکستان میں چار سالہ بیچلرز یا دو سالہ ماسٹرز یعنی سولہ سال تک کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد بیرون ملک داخلہ لیں اور یاد رہے کہ داخلہ بھی اسی ڈگری کی بنیاد پر ہو۔

2۔ پاکستان میں جس فیلڈ میں تعلیم مکمل کی ہو، اسی سے متعلقہ فیلڈ میں داخلہ ہونا چاہئے۔

3۔ قرض حسنہ صرف ڈگری پروگرامز کے لئے جاری کیا جاتا ہے۔ڈپلومہ و دیگر شارٹ کورسز کے لئے قرض حسنہ جاری نہ کیا جاتا ہے۔

4۔ طالب علم کا گزشتہ تعلیمی ریکارڈ کم از کم اعلیٰ فرسٹ ڈویژن ہو۔

5۔ طالب علم ویزہ حاصل کر چکا ہو۔

6۔ درخواست دیتے وقت طالب علم کا پاکستان میں ہونا ضروری ہے۔ پاکستان سے جانے کے بعد دی جانے والی درخواست پر غور نہیں ہوگا۔

7۔ قانونی و دیگر مالی معاملات میں کسی قسم کی کوئی رہنمائی یا معاونت نہ کی جاتی ہے۔ یہ تمام معاملات طالب علم نے خود ہی طے کرنا ہوتے ہیں۔

8۔ بیرون پاکستان جانے سے پہلے نظارت تعلیم میں اپنے تعلیمی قرض حسنہ کے معاملات طے کروا کے جائیں۔درخواست دینے کے بعد اگر طالب علم نے روانہ ہونا ہو تو اپنے نمائندہ کو مقرر کر کے جائیں جن سے باقی جملہ امور طے کئے جا سکیں گے۔

درج بالا قواعد پر پورا اترنے والے طلباء و طالبات درخواست دے سکتے ہیں۔ درج ذیل مضامین ترجیحاً زیر غور لائے جائیں گے۔

Basic Sciences, Engineering Technology, Computer Science, Information Technology, Architecture & Design, Agriculture Sciences

اس کے علاوہ حسب گنجائش سائنس سے متعلق دیگر مضامین بھی زیر غور لائے جا سکتے ہیں۔مزید معلومات کے لئے فون 047-62127473 پر رابطہ کریں (نظارت تعلیم)

قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان

برائے مجلس اطفال الاحمدیہ پاکستان

مقابلہ مقالہ نویسی بعنوان ''اطاعت و خدمت والدین''

قواعد، ذیلی عناوین و امدادی کتب 11-2010ء

قواعد

☆عنوان مقالہ ''**اطاعت و خدمت والدین**''

☆مقالہ کے الفاظ 25 ہزار سے کم اور 40 ہزار سے زائد نہ ہوں۔ الفاظ کی پابندی ضروری ہے۔ بصورت دیگر مقالہ مقابلہ میں شامل نہ ہوگا۔

☆مقالہ نگار پہلے صفحہ پر مقالے کا عنوان، اپنا مکمل نام بمعہ ولدیت مکمل پوسٹل ایڈریس بمعہ فون نمبرز، اپنی تنظیم اور مجلس کا نام نمایاں طور سے صاف اور خوشخط تحریر کریں۔

☆مقالہ نگار اپنے الفاظ کی تعداد کو مقالہ کے شروع میں نمایاں طور پر تحریر کریں۔

☆جن کتب کا حوالہ دیا جائے اُن کے مصنفین، کتاب کا نام، شائع کرنے والے ادارے کا نام، ایڈیشن، سن اشاعت، جلد اور صفحہ نمبر کا ذکر ضرور کیا جائے۔ حوالہ جات کو درست اور نمایاں طور پر تحریر کیا جائے۔

☆کاغذ کے ایک طرف صاف اور خوشخط تحریر کریں۔ دائیں طرف حاشیہ چھوڑ کر لکھیں۔

☆مقالہ مرکز میں موصول ہونے کی آخری تاریخ 30 ستمبر 2011ء ہے۔ مقررہ تاریخ کے بعد موصول ہونے والے مقالہ جات مقابلہ میں شریک نہ کئے جائیں گے۔

☆اس مقابلہ میں مجلس اطفال الاحمدیہ پاکستان کے اراکین شریک ہوسکیں گے۔

☆اطفال اپنے مقالہ جات مع تصدیق مقامی قائد قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان (ربوہ) کو بھجوائیں۔

☆مقالہ لکھنے والے اراکین کی راہنمائی کے لئے ذیلی عناوین اور امدادی کتب کی فہرست دی جارہی ہے۔ تاہم مقالہ نویس ان کتب کے علاوہ مزید کتب سے بھی استفادہ کرسکتے ہیں۔ مقالہ تحریر کرتے وقت قیادت تعلیم کی طرف سے دیئے گئے ذیلی عناوین کی پابندی لازمی ہے۔

☆مقالہ نویس مقالہ مرکز میں جمع کروانے سے قبل ایک کاپی اپنے پاس رکھ لیں۔ مرکز میں جمع شدہ مقالہ واپس نہیں دیا جائے گا۔

☆مقالہ نویس اراکین کے لئے تمام قواعد کی پابندی لازمی ہے۔

انعامات

اوّل: ماڈل منارۃ المسیح + کتب + سند امتیاز + 15 ہزار روپے نقد انعام

دوم: ماڈل منارۃ المسیح + کتب + سند امتیاز + 10 ہزار روپے نقد انعام

سوم: ماڈل ستارہ احمدیت + کتب + سند امتیاز + 5 ہزار روپے نقد انعام

ان تین انعامات کے علاوہ دس انعامات حُسن کارکردگی کی بناء پر اگلی دس پوزیشنز حاصل کرنے والوں کو انعامی کتب اور سند امتیاز کی صورت میں دیئے جائیں گے۔ مقابلہ میں شرکت کرنے والے تمام اطفال کو سند شرکت بھی دی جائے گی۔

ذیلی عناوین

1-اطاعت وخدمت والدین از روئے قرآن۔ 2-اطاعت وخدمت والدین از روئے حدیث۔

3-اطاعت وخدمت والدین کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعود کے ارشادات۔

4-اطاعت وخدمت والدین کے سلسلہ میں خلفائے احمدیت کے ارشادات۔

5-والدین کے احسانات اور شکر کا تقاضا۔ 6-ضعیف والدین کی خبر گیری کی تلقین۔

7-والدین کے لئے دعاؤں کی تلقین۔ 8-اطاعت وخدمت والدین کی برکات۔

9-والدین کی اطاعت اور خدمت کی قابل تقلید مثالیں۔

امدادی کتب

1-قرآن کریم۔ 2-ملفوظات۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود۔ 3-خطبات نور۔ 4-تفسیر کبیر۔

5-اطاعت اور اس کی اہمیت۔ حضرت مصلح موعود۔ 6-خطبات ناصر۔

7-خطبات طاہر۔ 8-خطبات مسرور۔ 9- مشعل راہ۔ جلد سوم۔

10-اچھی مائیں۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب

11-چالیس جواہر پارے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب

12-جانِ پدر۔ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب

13-حدیقۃ الصالحین۔ مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب

14-احادیث الاخلاق۔ مکرم مولانا غلام باری سیف صاحب

15-اسلامی اخلاق۔ مکرم مولوی فضل الٰہی انوری صاحب

16-سیرت صحابہؓ رسولؐ۔ مکرم حافظ مظفر احمد صاحب

17-700 احکام خداوندی۔ مکرم حنیف احمد محمود صاحب

18-جنت کا دروازہ۔ (والدین کی خدمت و اطاعت) مکرم عبدالسمیع خان صاحب

19-والدین کے حقوق۔ مکرمہ فرزانہ جبین صاحبہ

رسائل

ماہنامہ ''انصار اللہ''۔ ''خالد''۔ ''مصباح''۔ ''تشحیذ الاذہان''

اخبارات

''الفضل انٹرنیشنل''، ''روزنامہ الفضل''

مکرم کریم الدین شمس صاحب

تنزانیہ میں عیدالفطر کے موقع پر خصوصی پروگرام

اللہ تعالیٰ کے فضل سے 12 ستمبر 2010ء کو جامعہ احمدیہ تنزانیہ کو عیدالفطر کی مناسبت سے ایک خصوصی عشائیہ کے اہتمام کی توفیق ملی۔ جس میں بعض سرکاری عہدیداران، پولیس افسران اور عمائدین علاقہ کو مدعو کیا گیا۔ اس موقع پر دارالسلام سے مکرم طاہر محمود چوہدری صاحب امیر و مربی انچارج تنزانیہ بعض دیگر مربیان کے ساتھ شامل ہوئے۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کا سواحیلی ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ اس کے بعد علاقہ کی میونسپل کی چیئرمین مکرمہ Lydia Mbiaji صاحبہ نے تمام مہمانوں کا تعارف کروایا اور سب نے مختصر الفاظ میں جماعت کا شکریہ ادا کیا اور جماعتی کاموں کو سراہا۔

مہمانوں کی تقاریر کے آخر پر مکرم علی عیسیٰ علی صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ احمدیہ جماعت معاشرے میں امن وسکون کے فروغ اور خدمت خلق کے کاموں میں صف اول میں کھڑی ہے اور دیگر سب کو ان نمونوں کو اختیار کرنا چاہئے تا علاقہ میں پیار و محبت اور امن وسلامتی کو فروغ ہو۔

مکرم امیر و مربی انچارج تنزانیہ نے دنیا بھر میں جماعتی رفاہی کوششوں اور خدمت خلق کے کاموں کا مختصر تذکرہ کیا۔

پروگرام کی ایک خاص بات یہ تھی کہ علاقہ میں بسنے والے غریب، بے سہارا اور کمزور اور بوڑھے افراد کو بھی مدعو کیا گیا۔ جن میں سے بعض کو پروگرام کے آخر پر بطور امداد تحائف بھی دیئے گئے۔

پروگرام کے اختتام پر مکرم امیر صاحب نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور اختتامی دعا کروائی۔

ملکی اخبارات، ریڈیو اور بعض ٹی وی چینلز نے اس پروگرام کو ریح دی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس پروگرام کے بہت بابرکت اور نیک نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین

(الفضل انٹرنیشنل 15 اکتوبر 2010ء)

مکرم محمد طاہر ندیم صاحب۔عربی ڈیسک یو۔کے

مصالح العرب۔عرب اور احمدیت

﴾قسط نمبر 9﴿

الحاج محمد بن محمد المغربی

یمن کے ابتدائی احمدی

آپ کا اصل نام الحاج محمد بن محمد منصور ریاقات المغربی تھا۔ آپ مراکش (جسے عربی میں المغرب کہتے ہیں اور اسی کی نسبت سے آپ المغربی کہلائے) میں ''مکناس'' نامی ایک جگہ کے رہائشی تھے۔

مکرم مولانا چوہدری محمد شریف صاحب سابق مربی بلاد عربیہ ان کے بارہ میں لکھتے ہیں:

آپ نے حج کے لئے جانے والے قافلہ کے ہمراہ بیت اللہ الحرام کا قصد کیا اور تمام سفر کبھی اونٹ پر سواری کرتے ہوئے اور کبھی پیدل طے کیا۔ آپ نے کل 17 مرتبہ حج کیا۔ مکہ مکرمہ میں آپ دن کا کچھ وقت کام کرتے تھے تا کہ کھانے کیلئے کچھ خرید سکیں جبکہ باقی تمام وقت عبادت اور ذکر الٰہی میں گزارتے تھے۔ مکہ سے آپ یمن چلے گئے جہاں آپ ''سیدی محمد بن ادریس'' کی شاگردی اختیار کی جو کہ آنحضرت ﷺ کی نسل میں سے تھے۔ سید محمد بن ادریس کی وفات کے بعد آپ نے وطن واپس جانا چاہا لیکن حالات کی خرابی کے باعث حیفا آ گئے جہاں طیرہ نامی ایک علاقے میں ایک مسجد جامع الجرینہ میں قیام فرمایا اور بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم کا کام شروع کر دیا۔

3/رجون 1928ء کو مولانا شمس صاحب بعض دوستوں کے ہمراہ سیر کرتے ہوئے (کبابیر کے نیچے واقعہ) وادی السیاح میں پہنچے جہاں ان کی ملاقات ایک شخص سے ہوئی جس کا نام الحاج محمد المغربی الطرابلسی تھا۔ معلوم ہوا کہ یہ بزرگ 23 سال سے حضرت مسیح موعود پر ایمان لا چکے ہیں۔

حضرت مولانا شمس صاحب ان کے بارہ میں بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے بتایا:

''میں یمن میں امام محمد بن ادریس امام یمن کے پاس تھا جو کابل سے امام محمد بن ادریس کے پاس چند کتابیں اس مدعی کی پہنچیں۔ آپ نے دو کتابیں پڑھ کے علماء کے سپرد کر دیں اور کہا کہ یہ کام آپ کا ہے اس کے بارہ میں رائے ظاہر کریں، اور آپ نے خود اس کے متعلق کچھ نہ کہا۔ پھر علماء میں اس کے متعلق اختلاف ہوا۔ بعض کہیں کہ جو کچھ اس نے لکھا سچ ہے۔ بعض کہیں کہ ایسی باتیں کہنے والا کافر ہے۔ مگر میں استخارہ کرکے اور بعض خوابیں دیکھ کر آپ پر ایمان لے آیا۔ چنانچہ میں اس وقت سے آپ کو امام الوقت مسیح موعود مانتا ہوں۔......میں نے پوچھا کون سی کتابیں وہاں پہنچی تھیں؟ انہوں نے کہا: ہم نے اس وقت چند عبارات حفظ کی تھیں۔ جب انہوں نے عبارات سنائیں تو وہ الاستفتاء کی تھیں۔ پھر انہوں نے قصیدہ اعجازیہ کے شعر سنائے......13رجولائی کو وہ میرے مکان پر جمعہ کی نماز کے لئے تشریف لائے تو نماز ادا کرنے کے بعد کہنے لگے: اگرچہ میں پہلے سے ایمان لایا ہوا ہوں مگر پھر آپ کے ہاتھ پر تجدید عہد کرتا ہوں۔ تب وہ اور دو شخص اور ان کے ساتھ سلسلہ میں داخل ہوئے''۔

1930ء میں جبکہ کبابیر میں الحاج صالح عبدالقادر عودہ نے اپنے خاندان سمیت احمدیت قبول کر لی تو الحاج المغربی بھی کبابیر میں آ گئے اور کبابیر کے بچوں کو پڑھانا شروع کر دیا۔ اور مدرسہ کبابیر قائم ہونے تک باقاعدہ یہ خدمت بجا لاتے رہے۔

جب خدا تعالیٰ کے فضل سے کبابیر میں احمدی پریس کا قیام عمل میں آیا تو اس وقت بجلی کی سہولت تو میسر نہ تھی تمام کام ہاتھ سے ہی سرانجام دیئے جاتے تھے۔ اس سلسلہ میں مکرم الحاج المغربی صاحب نے اپنی خدمات پیش کیں اور 1935ء سے لے کر 1953ء تک مسلسل 18 سال یہ کام کرتے رہے۔

آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے روزانہ دو بجے رات کو جاگ جاتے تھے اور تہجد ادا کیا کرتے تھے۔ اور باوجود مالی حالات کی خرابی کے مکمل پابندی کے ساتھ چندہ ادا کرتے تھے۔ 18دسمبر 1960ء کی رات آپ نے تہجد کی نماز ادا کی اور نماز فجر کا انتظار فرما رہے تھے کہ آپ کی وفات ہوگئی۔ یوں آپ پر بوقت وفات بھی اس مومن کی مثال صادق آئی کہ جس کا دل بیت الذکر میں اٹکا رہتا ہے۔

(ماخذ تاریخ احمدیت ج4 ص526، مجلۃ البشریٰ جنوری، فروری 1937ء ص52 تا 53، الفضل 31؍اگست 1928ء ص7، بحوالہ خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کے حالات زندگی جلد اول ص204 تا 205، تابعین احمد جلد اول صفحہ 80 تا 93)

وضاحت کے لئے عرض ہے کہ ''عسیر'' کا علاقہ آجکل سعودی عرب میں ہے لیکن 1934ء سے قبل تک یہ یمن کا حصہ تھا۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ یمن میں بھی پیغام احمدیت حضرت مسیح موعود کی زندگی میں پہنچ گیا تھا اور وہاں احمدیت کا پودا لگ گیا تھا۔ 1934ء میں یمن اور سعودی عرب کے مابین جنگ ہوئی جس میں یہ علاقہ سعودی عرب کی عملداری میں آ گیا اور آج تک سعودی عرب ہی کا حصہ ہے۔

فلسطین میں شمس صاحب کی مخالفت

وسط 1929ء میں غیر احمدی علماء نے جماعت احمدیہ کی بڑھتی ہوئی ترقی دیکھ کر مخالفت تیز کر دی۔ چنانچہ انہوں نے فلسطین کی المجلس الإسلامی الأعلیٰ سے ایک مبلغ شمس صاحب کے مقابلہ کے لئے بلوایا جس نے جمعیۃ الشبان المسلمین اور دوسرے مقامی علماء کے ساتھ مل کر احمدیوں پر جبر و تشدد کرنا شروع کیا۔ اس شور وشر کے تھوڑے عرصہ کے بعد یہودیوں اور مسلمانوں میں جھگڑا شروع ہو گیا اور ایک دوسرے کے خلاف مظاہرات کرنے لگے اور قتل کی وارداتیں شروع ہو گئیں اور معلوم ہو گیا کہ فسادی عنصر آپ کے مکان پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ آپ کو فساد کے اندیشہ سے مجبوراً دوسرے مکان میں منتقل ہونا پڑا۔

فلسطین میں مشکلات

فلسطین میں حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کی مخالفت کی وجہ سے دعوت الی اللہ کی راہ میں حائل ہونے والی مشکلات کے علاوہ اس زمانہ میں وہاں کے عرب اخلاقی اور دینی اعتبار سے زبوں حالی کا شکار تھے اور ایسے حالات میں دعوت الی اللہ کے کام میں کامیابی کا حصول بہت مشکل امر تھا۔ اس حالت کا نقشہ اس زمانے کی ایک رپورٹ میں بڑے سادہ انداز میں کھینچا گیا ہے جسے نذر قارئین کیا جاتا ہے۔

''فلسطین میں اکثر آبادی مسلمانوں کی ہے اور ان کے دو طبقے ہیں، قدامت پسند اور تعلیم یافتہ۔ اوّل الذکر فریق مشائخ کے زیر اثر ہے اور پرانے خیالات کی کورانہ تقلید کر رہا ہے اور مؤخر الذکر گروہ دہریت، الحاد اور مغرب پرستی میں غرق ہونے کے علاوہ علم دین سے ہی بیزار ہے۔ مزید برآں یہ ہے کہ ہر دو فریق عربی النسل ہونے کے باعث باوجود اپنی جہالت کے عجم سے گونہ نفرت رکھتے ہیں۔ گویا عربیت جاتی رہی ہے۔ نہ دین ہے نہ اخلاق ہیں۔ نہ زبان صحیح ہے مگر غرور، نخوت، اور تکبر بے انداز۔

عیسائی آبادی کے لحاظ سے دوسرے درجہ پر ہیں۔ مگر دہریت اور اسلام دشمنی میں اوّل نمبر پر اور طرفہ یہ کہ ظاہر یہ کرتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کے دوست ہیں۔ یہودی بالکل جمود کی حالت میں ہیں۔ نوجوانوں میں حرکت ہے مگر دہریت اور شیوعیت کی طرف''۔

(رپورٹ سالانہ 32-1931ء صفحہ 8 بحوالہ خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کے حالات زندگی جلد اول صفحہ 210-211)

ان حالات میں سعید روحیں جب حضرت مولوی صاحب کی طرف مائل ہونا شروع ہوئیں اور پاک طینت وجود احمدیت کو بنظر استحسان دیکھنے لگے تو مُلّاؤں نے مخالفت شروع کر دی اور مختلف مناظرات میں اپنی شکست کو محسوس کر کے لوگوں کو مولوی صاحب کے خلاف بھڑکانا شروع کر دیا اور سلسلہ احمدیہ کی طرف بے سروپا باتیں منسوب کر کے لوگوں کو اس سے بدظن کرنا شروع کر دیا۔ اس بارہ میں حضرت مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''مشائخ کی شرارتوں اور فتنہ انگیزیوں سے لوگ اس درجہ مشتعل ہو چکے تھے کہ دو تین ماہ تک مجھے شہر میں اکیلے چلنا پھرنا مشکل ہو گیا تھا۔ اور ان لوگوں نے فتویٰ دے دیا کہ اس ہندی سے ملنا، بات کرنا، اس کی کتابیں پڑھنا حرام ہے اور اس کا قتل جائز ہے۔ جس ہوٹل میں میں رہتا تھا اس کے سامنے پہرہ لگا دیا گیا تا کوئی میرے پاس نہ آئے۔ جو آنے کی کوشش کرتا اسے بزور روک دیا جاتا۔ لیکن باوجود ان روکوں کے جنہیں اللہ تعالیٰ ہدایت دینا چاہتا تھا۔ ان کے سینوں کو کھول کر میرے پاس لے آتا تھا۔

(رپورٹ مجلس مشاورت 1929ء صفحہ 176 بحوالہ خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کے حالات زندگی جلد اوّل صفحہ 212-213)

ان ناخوشگوار حالات اور مشکلات میں حیفا کے مکینوں میں سے صرف ایک محترم دوست محمد نوام ابو فوزی تھے جو اس مخالفت کے تند سیلاب میں بلاناغہ مولوی صاحب کے پاس آتے رہے اور تمام مخالفتوں کا مردانہ وار مقابلہ کرتے رہے۔ محترم خلیل محمد نوام ابو فوزی صاحب دمشق کے پہلے احمدی مصطفیٰ نویلاتی صاحب کے غیر احمدی دوست تھے جو فلسطین میں رہتے تھے۔ جب حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس فلسطین تشریف لائے تو اس سے قبل ہی مصطفیٰ نویلاتی صاحب نے ابو فوزی صاحب کو خط لکھ دیا تھا اور مولانا شمس صاحب کے آنے کی اطلاع دے دی تھی۔ چنانچہ فلسطین پہنچنے پر یہ دوست مولانا شمس صاحب کو باصرار اپنے گھر لے گئے اور اپنے ہاں مہمان ٹھہرایا۔ چند دن کے بعد یہ دوست سلسلہ میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد دو اور اشخاص بھی جو ان کے دوستوں میں سے تھے، بھی احمدیت میں داخل ہو گئے۔

(ماخوذ از مرجع سابق)

شیخ سلیم بن محمد الربانی

پاک تبدیلی کا شاندار نمونہ

آپ ایک ایسے گاؤں کے باشندہ تھے جو ایام جاہلیت کا نمونہ تھا اور تمام فلسطین میں بلحاظ چوری ڈکیتی اور آپس میں لڑائیوں جھگڑوں کے لئے بدنام تھا۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد جب بستی کے لوگوں نے شیخ ممدوح کی سخت مخالفت کی تو انہوں نے نہایت صبر واستقلال سے ان کی مخالفت کا مقابلہ کیا اور دیوانہ وار دعوت الی اللہ میں مصروف رہے۔ اعلانیہ طور پر مساجد میں جا کر علیحدہ نمازیں پڑھتے رہے۔ کوئی اعتراض کرتا تو نہایت نرمی سے کہتے کہ مسیح موعود دوسرے لوگوں کی اقتداء کرنے کے لئے نہیں آئے بلکہ وہ اس لئے آئے ہیں تا دنیا کے لوگ ان کی اقتداء کریں۔ ان کے وہاں کئی مباحثے ہوئے ایک مباحثہ

میں تقریباً تین سو کی حاضری تھی اور بالمقابل ازہر کا تعلیم یافتہ شیخ تھا۔ دوران مناظرہ ایک شخص نے آپ کی گردن پر چپت لگائی۔ ان کے رشتہ داروں نے فوراً اس مارنے والے سے بدلہ لینا چاہا لیکن آپ نے روک دیا اور کہا کہ مجھ سے زیادہ کون شقی تھا؟ مَیں چاہوں تو اس سے خود بدلہ لے سکتا ہوں۔ مگر اس وقت صرف یہی کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائے۔

(رپورٹ مجلس مشاورت 1929ء صفحہ 179 بحوالہ خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کے حالات زندگی جلداوّل صفحہ 238)

شیخ سلیم الربانی صاحب نے مچھلیوں کا شکار سیکھنا شروع کیا۔ اس دوران انہوں نے وہاں کے مچھیروں کو بھی دعوت الی اللہ کرنی شروع کر دی۔ ابھی ان کو اس کام میں ایک ماہ ہی ہوا تھا کہ ایک روز چند شکاریوں نے جنہیں وہ دعوت الی اللہ کیا کرتے تھے ان سے کہا: اگر تم واقعی حق پر ہو تو فلاں شکاری سے مقابلہ کے لئے نکلو پھر جس کے جال میں پہلے مچھلی آئے گی وہ حق پر ہوگا۔ وہ شکاری دس جالوں سے شکار کرتا تھا اور نہایت ماہر مچھیرا مانا جاتا تھا۔ شیخ صاحب نے کہا کہ مَیں اس مقابلہ کو اس شرط کے ساتھ قبول کرتا ہوں کہ پہلے سمندر کے کنارے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ حق ظاہر کردے پھر جال پھینکیں گے۔ انہوں نے یہ شرط مان لی۔ کیونکہ وہ یہ خیال کررہے تھے کہ یہ تو ابھی سیکھتا ہے کیا مقابلہ کر سکے گا۔ چنانچہ دو رکعت نماز کے بعد دونوں نے متعدد بار جال پھینکے۔ آخر پہلے مچھلی شیخ سلیم صاحب کے جال میں آئی۔ انہوں نے فوراً خدا تعالیٰ کے آگے سجدہ شکر ادا کیا۔ اس موقعہ پر دو مچھیروں نے تصدیق کی اور جماعت میں شامل ہو گئے اور یہ بات پورے گاؤں میں مشہور ہوگئی۔

(ماخوذ از الفضل 26/ مارچ 1929ء صفحہ 2 بحوالہ خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کے حالات زندگی جلداوّل صفحہ 251)

میری بیعت لیجئے

حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس لکھتے ہیں:۔

''عید الفطر پر ایک دمشقی عالم شیخ ابراہیم طیب المغربی شاذلی طریقہ کے اپنے شاذلی دوستوں کو ملنے کے لئے حیفا تشریف لائے۔ عید کے تیسرے روز ایک مشہور شاذلی شاعر نے مجھے اپنے مکان پر دعوت دی اور شیخ ابراہیم طیب بھی مدعو تھے۔ حضرت مسیح موعود کی تاریخ حیات اور آپ کے دعاوی کے متعلق تقریباً پانچ گھنٹہ تک گفتگو ہوئی۔ اس کے دو دن بعد شیخ ابراہیم طیب میری ملاقات کے لئے آئے اور انہوں نے حضرت مسیح موعود کے اپنے الفاظ سننے کا شوق ظاہر کیا۔ مَیں نے خطبہ الہامیہ کے تقریباً ساٹھ صفحے سنائے۔ پھر انہوں نے جماعت میں داخلہ کی شروط دریافت کیں۔ پھر کہا کہ ہاتھ بڑھائیے اور میری بیعت لیجئے۔ پھر دو رکعت نماز پڑھ کر انہوں نے بیعت کی۔ ان کا شاذلیوں پر اچھا اثر ہے۔

(الفضل 17/ مئی 1929ء صفحہ 7۔ بحوالہ خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کے حالات زندگی جلداوّل صفحہ 254)

حیفا میں عید کے دوسرے روز چند غیر احمدی ایک مسیحی کو میرے پاس لے آئے اس نے انہیں ایک کتاب مطالعہ کے لئے دی تھی...... جب ایک ہفتہ بعد ان سے دریافت کرنے کے لئے آیا تو انہوں نے کہا کہ ہم تو ان باتوں کا جواب نہیں دے سکتے۔ چلو احمدی شیخ کے پاس چلتے ہیں۔ وہ اسے لے آئے۔ ظہر سے عصر تک گفتگو ہوتی رہی۔ آخر اس مسیحی نے میری تمام باتوں کو مان لیا اور قسم کھا کر کہا کہ یہاں کے مشائخ قطعاً ان باتوں کا جواب نہیں دے سکتے۔ غیر احمدیوں نے بھی احمدیوں سے کہا کہ درحقیقت احمدیت مسیحیت کے لئے ایک کاری ضرب ہے۔

(الفضل 7/ مئی 1931ء صفحہ 2۔ بحوالہ خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کے حالات زندگی جلداوّل صفحہ 255)

احمدیوں کی تفسیر بہت پسند ہے

ایک دوست لکھتے ہیں:۔

قدس میں جب ہم احمد زکی پاشا سے ملنے کے لئے گئے تو وہاں مختلف ممالک کے نمائندے موجود تھے۔ احمد زکی پاشا نے ہمارا تعارف ہر ایک وفد کے نمائندوں سے کرایا اور شرق الأردن کے مفتی صاحب کو مخاطب کر کے کہا: احمدیوں کی تفسیر بہت پسند ہے کیونکہ یہ جو تفسیر کرتے ہیں اس میں خرافات اور خلاف عقل باتیں نہیں ہوتیں اور میرا تو جی چاہتا ہے ان تفسیروں کو ضائع کر دیا جائے جن میں دور از قیاس اور خلاف عقل باتیں پائی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر سورہ یوسف کی تفسیر پر ذکر چھیڑ دیا۔ جس پر مفتی صاحب اور دوسرے علماء بول اٹھے کہ فلاں مفسر نے یوں لکھا ہے۔ اس وقت احمد زکی پاشا نے مولوی صاحب سے کہا کہ آپ اس کے متعلق بیان فرمائیں۔ مولوی صاحب نے نہایت فصاحت کے ساتھ تقریر کی۔ مفتی صاحب یا کسی اور کو جرأت نہ ہوئی کہ کسی قسم کا اعتراض کریں۔ کیونکہ مولوی صاحب کی تقریر نہایت مدلل تھی۔

(الفضل 11/ دسمبر 1930ء صفحہ 2 م)

مولانا شمس صاحب کی مصر میں مساعی

فلسطین میں رہائش کے دوران آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حکم سے اپنے دائرہ میں مصر کو بھی شامل کر لیا اور اپنے وقت کو تقسیم کر کے دونوں ملکوں میں دعوت الی اللہ کا سلسلہ شروع کر دیا۔ آپ دو دفعہ چھ چھ ماہ کے لئے مصر تشریف لے گئے۔ پہلی دفعہ دسمبر 1929ء میں اور دوسری دفعہ اگست 1930ء میں۔

مولانا جلال الدین صاحب شمس 7 دسمبر 1929ء کو حیفا سے مصر کو روانہ ہوئے۔ ان کے ہمراہ مکرم منیر الحصنی صاحب بھی تھے۔ یہاں پر آ کر بعض امراء سے ملاقاتوں اور وفات مسیح پر جامعہ ازہر کے تعلیم یافتہ ایک شیخ سے مناظرہ ہوا جس میں شیخ موصوف کو شدید ہزیمت اٹھانی پڑی۔ بعض حاضرین نے تو شیخ صاحب کو منہ پر کہہ دیا کہ آپ نہ تو اپنی کسی دلیل کو ثابت کر سکے اور نہ ہی وفات مسیح پر پیش کردہ دلائل کو ردّ کر سکے۔ پہلے تو یہ شیخ کہتا تھا کہ مَیں ہر روز آپ سے گفتگو کے لئے وقت نکال سکتا ہوں۔ لیکن اب اس ہزیمت کے بعد اس نے گفتگو کرنے کا نام تک نہ لیا۔

مصر میں عیسائیت کی یلغار کا ایک جائزہ

ازاں بعد مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس اور مکرم منیر الحصنی صاحب ان دونوں بزرگوں نے وہاں کے عیسائی مشنوں کے بارہ میں معلومات حاصل کیں جس کا خلاصہ کچھ یوں تھا کہ اس وقت وہاں پانچ چھ عیسائی مشن کام کر رہے تھے۔ جن کی نہایت عالیشان عمارتیں تھیں جن میں سکول بھی تھے۔ مسلمانوں کی اولاد کو مسیحی مدارس کے قوانین کے مطابق گرجاؤں میں نماز کے لئے مجبور کیا جاتا تھا۔ اور ہزاروں پونڈ ہر ماہ عیسائیت کی تبلیغ کے لئے خرچ کئے جاتے تھے۔ اس سلسلہ میں تقریباً چار یا پانچ رسالے نکالے جاتے تھے۔ عیسائیت کی اس پُرزور رَو کے بالمقابل مسلمانوں کی کوشش صفر تھی۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ عام مسلمانوں کی حیثیت ایک خاموش تماشائی سے زیادہ نہ تھی اور جہاں تک علماء کا تعلق ہے تو ازہر کے بعض تعلیم یافتہ شیخ عیسائی ہو چکے تھے اور اعلانیہ عیسائیت کا پرچار کرنے لگے تھے۔ دیہات میں عیسائی بنانے کی تحریک زوروں پر تھی۔

ان حالات کے پیش نظر ان دونوں مجاہدوں نے مسیحیوں کا مقابلہ کرنے کی ٹھانی اور ان کے مشنوں اور گرجوں میں جا کر مناظرے کئے۔

(ماخوذ از الفضل 7/ فروری 1930ء صفحہ 2، رپورٹ مجلس مشاورت 1930ء صفحہ 159-60 ۔ بحوالہ خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کے حالات زندگی جلداوّل صفحہ 223۔224،228، سلسلہ احمدیہ صفحہ 379۔ مجلۃ البشری مارچ 1936ء صفحہ 13)

کاش تم مسیحی مشنری ہوتے

حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس اور منیر الحصنی صاحب کی مصر میں مساعی کے بارہ میں مکرم محمود احمد عرفانی صاحب اپنے ایک مضمون میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''یہاں جس قدر مسیحی جماعتیں ہیں ان کے کیمپ پر جا کر منیر اور شمس نے ہجوم کیا اور ان کی زبانیں جو اس سے پیشتر دین کے خلاف چلتی تھی بند کر دیں۔ مسیحی منّاد جو روزانہ یہاں کے علماء کو تنگ کرتے تھے احمدی مربیان کے دلائل سن کر دنگ رہ گئے اور بول اٹھے کہ ہم احمدیوں سے بحث نہیں کرتے۔ ان مباحثات کا یہ اثر ہوا کہ نوجوانوں کی ایک جماعت مولوی جلال الدین صاحب کی طرف مائل ہوگئی اور دین کی تعلیم سننے لگی۔ ان میں سے ایک مسیحی ہو چکا تھا اس نے مسیحیت کے طوق کو اپنے گلے سے اتارا اور احمدیت میں داخل ہوگیا۔ دو اور نوجوان اس کے ساتھ سلسلہ میں داخل ہوئے۔ اس طرح ان مباحثات کے نتیجے میں تین نوجوان ہمیں ملے۔ باقی نوجوانوں پر بھی گہرا اثر ہے اور وہ احمدیت کے اثر کو قبول کرنے لگ گئے ہیں۔

عیسائی حلقوں میں بہت شور پڑ گیا اور ان کو سخت پریشانی ہوئی۔ احمدی مربی کے دلائل کی طاقت دیکھ کر ایک دن ایک عیسائی پطرس نامی نے کہا: کاش تم مسیحی مشنری ہوتے۔ عیسائیت کے لئے تمہارا وجود خسارہ ہے۔ احمدی مربی نے کنیسہ امریکان میں شیخ کامل منصور سے، ڈاکٹر فلپس امریکان سے اور کو بری سیمون پر انجمن تبشیر المسیحی کے انچارج سے، جمعیۃ شرف میں پادری پطرس اور وہاں کے سیکرٹری سے اور ایک انجمن انجیل للجمیع میں مباحثات کئے اور خدا تعالیٰ نے کامیابی دی۔

اب جب عیسائیوں نے مباحثات سے انکار کر دیا ہے احمدی مشنری نے دوسرا حملہ ایک ٹریکٹ کے ذریعہ سے ان پر کیا ہے جو دو ہزار شائع کیا گیا ہے۔ اس ٹریکٹ کا نام تحقیق الأدیان ہے۔

(الفضل 11/ مارچ 1930ء صفحہ 2-3۔ بحوالہ خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کے حالات زندگی جلداوّل صفحہ 226-227)

مصر کے عربی مجلّہ میں شمس صاحب کا ذکر

مصر الحدیثۃ المصورۃ نے 'رسول أحمد المسیح' کے عنوان سے ایک مصری صحافی کا مولوی صاحب کے متعلق اپنی 19/ فروری 1930ء کی اشاعت میں ایک مضمون شائع کیا۔ جس کا اردو ترجمہ الفضل سے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

اخلاقی لیکچر سننے کے لئے مَیں ایک ادبی مجلس میں حاضر ہوا جس میں مختلف بلاد کے ہر قسم کے لوگ شریک تھے۔ جلسہ کے بعد جب حاضرین مجلس نے ایک دوسرے سے تعارف کیا تو امریکن لیڈی نے قریب ہو کر سلام کرتے ہوئے ایک رجل ہندی پنجابی کی طرف مصافحہ کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ اس نے

سلام کا جواب تو نہایت اچھے الفاظ میں دیا لیکن اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور اس لیڈی کے ساتھ مصافحہ کرنے سے قطعاً انکار کیا۔ ہماری حیرانی کی کوئی حد نہ رہی جب ہم نے ایک مشرقی کو دیکھا کہ وہ ایک امریکن خاتون سے مصافحہ کرنے سے انکار کرتا ہے کیونکہ ہم نے یہ واقعہ مصر جیسے متمدن ملک میں اپنی زندگی میں پہلی بار دیکھا تھا۔ زیادہ حیرانی اس بات سے ہوئی کہ یہ پنجابی نوجوان نہ تو متعصب ہے، نہ علوم مروجہ سے ناآشنا۔ بلکہ ایک مہذب، کریم الأخلاق، شریف مزاج، نیک طبیعت، خندہ رو، اور متواضع انسان ہے۔ پھر کیوں اس نے امریکن خاتون سے مصافحہ کرنے سے انکار کیا؟ جب ہم نے بصورت استفہام یہ سوال اس کے سامنے پیش کیا تو اس نے جواب دیتے ہوئے کہا: میرے مذہب میں جائز نہیں کہ مَیں کسی عورت سے مصافحہ کروں۔ اس کے جواب نے ہمیں اور زیادہ تعجب میں ڈالا۔ اس کے بعد اس نے کئی سوال و جواب کا ذکر کیا۔

پھر لکھتا ہے:

مَیں نے آگاہی حاصل کرنے کے لئے مزید رغبت کا اظہار کیا اور اس کے لئے ہم نے ایک دوسرے سے دوبارہ ملنے کا وعدہ کیا۔

دوسرے دن جب ہم ایک ہوٹل میں جمع ہوئے تو وہ پنجابی نوجوان مرزا احمد المسیح کی ولادت کے متعلق حیران کن باتیں کرنے لگا کہ کس طرح اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کس طرح لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے۔ اور کس طرح اس نے فرقہ احمدیہ کی تنظیم کی۔ اس نوجوان نے مجھے سلسلہ احمدیہ کی کتب دکھائیں اور اس کے بعض اصول بیان کئے۔

شام کے وقت معبد الأزبکیہ میں ہم حاضر ہوئے تو دیکھا کہ وہی پنجابی عیسائیت کے ردّ میں لیکچر دے رہا ہے اور ایک جوش مارنے والے سیلاب کی طرح کتب مقدسہ (عہد جدید و عتیق) کی آیات بغیر کسی رکاوٹ اور زبان کی لکنت کے پڑھ رہا ہے۔ اور انہیں ایک دوسری سے ربط دے کر اپنی تائید میں پیش کر رہا ہے۔ اس نے بہت طویل لیکچر دیا اور بعض آیات قرآن مجید اپنی تائید میں لا کر ان کی ایسی اعلیٰ تفسیر کی جو مَیں نے اپنی زندگی میں اس سے پہلے نہیں سنی۔ گو وہ تمام باتیں جو اس نے بیان کیں میرے لئے عجائبات سے تھیں مگر ان سب سے عجیب بات یہ تھی جو اس نے بیان کی کہ اگر انہیں (احمدیوں کو) کوئی لیکچر دینے کے لئے مدعو کرے تو وہ اس کے لئے اُجرت نہیں مانگتے۔ وہ باوجود مخالف اسباب کے وحدت اسلامیہ کی محافظت کرتے ہیں۔ جہاں تک ممکن ہو عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتے۔ وہ عورتوں کو باہر مجالس میں نہیں جانے دیتے۔ وہ نبوت (غیر تشریعی) کو ہمیشہ جاری مانتے ہیں اور یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ ان کی دعوت ساری دنیا میں پھیل جائے گی۔

مَیں نے پوچھا: کس قسم کے ممالک میں آپ دعوت کرتے ہیں؟

اس نے کہا: تمام دنیا کے ممالک میں۔

مَیں نے کہا: کیا آپ کے مربی اور مشنری لندن میں ہیں؟

اس نے کہا: سب سے پہلے وہاں ضرورت تھی......

مَیں نے کہا: کیا اس دعوت کا کچھ فائدہ بھی ہوا؟

اس نے کہا: کیوں فائدہ نہ ہوتا۔ سب سے پہلی بیت انگلستان کے دارالحکومت میں ہم نے ہی تعمیر کرائی ہے۔

پھر اس نے اس بیت کے متعلق سارا واقعہ سنایا کہ وہ بیت اس چندہ سے بنائی گئی ہے جو احمدی خواتین نے جمع کیا تھا۔ اور جب المعبد الأحمدی بیت بن کر تیار ہوگئی تو اس کے افتتاح کے لئے ایک شاندار اجتماع منعقد کیا گیا اور بادشاہ حجاز ابن سعود کے شہزادہ کو افتتاحی رسم ادا کرنے کے لئے مدعو کیا گیا۔ تو اس کا باپ اس بات سے بہت خوش ہوا۔ لیکن ہمارے مخالف لوگوں نے شہزادہ کو اس بات سے روکا اور کہا کہ وہ افتتاحی رسم ادا نہ کریں کیونکہ وہ ایک امرِ منکر ہے۔ شہزادہ نے اپنے باپ کو لکھا کہ وہ اسے اس بات سے روک دے۔ کیونکہ یہ معبد مسلمانوں کا نہیں بلکہ ایک عام عبادت گاہ ہے جس میں غیر مسلم جمع ہوا کریں گے۔ اس پر ہم نے شہزداہ کو بتایا کہ یہ اس کا خیال غلط ہے۔ یہ معبد تو اہل نجد کے طریق پر تعمیر کیا گیا ہے اور ہر اس شخص کے لئے کھلا ہے جو ایک اللہ کی عبادت کرے۔ اس کلمہ نے شاہ حجاز کی طبیعت کو نرم کر دیا اور اس نے اپنے بیٹے کو اس بیت کا افتتاح کرنے سے جو ایک اللہ کی عبادت کرنے کے لئے بنائی گئی ہے روکنا مناسب نہ سمجھا اور اس نے لکھا: وہ جب چاہے وہاں جا کر خطبہ پڑھے۔ لیکن شہزادہ کو جرأت نہ ہوئی اور علماء سے ڈر گیا۔

پھر مَیں نے اس سے اس کا نام دریافت کیا تو اس نے بتایا: اس کا نام جلال الدین شمس ہے اور اس کی عمر 29 سال ہے۔ اس نے احمدیت اپنے والد سے ورثہ میں پائی ہے اور وہ پیدائشی احمدی ہے۔ اس نے کہا جب 25 سال کی عمر میں وہ مربی ہو کر شام میں آیا تو وہاں کے علماء اور امراء اس کی مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کوشش کی کہ اسے شام سے جلا وطن کیا جائے۔ لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوئے اور وہ وہاں دو سال رہا اور 50 کے قریب احمدی بنائے جو تمام کے تمام احمد المسیح کی نبوت پر کامل ایمان رکھتے ہیں۔

پھر اس نے کہا وہ حیفا میں آیا اور ایک سال سے زیادہ وہاں ٹھہرا اور وہاں بھی 50 کے قریب احمدی ہوئے اور اب مصر میں وہ اسی غرض سے آیا ہے۔

میں نے اس سے پوچھا: کیا تمہیں یقین ہے کہ تمام لوگ احمدی ہو جائیں گے۔

اس نے کہا: ضرور، ہماری دعوت روئے زمین پر پھیل جائے گی۔

میں نے کہا: اس بات کے لئے تمہارے پاس کیا دلیل ہے؟

اس نے جھٹ ایک الہام جو پیشگوئی پر مشتمل ہے جو مرزا احمد المسیح پر نازل کیا گیا ہے سنایا جس میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ عنقریب وہ تیری دعوت کو زمین کے کناروں تک پہنچائے گا۔

مَیں نے کہا: کیا تم اس پیشگوئی پر کامل یقین رکھتے ہو؟

اس نے کہا: بے شک۔ احمد المسیح کی کوئی ایسی پیشگوئی نہیں جو پوری نہ ہو۔ کیونکہ جو کچھ اس نے کہا اور جس کا دعویٰ کیا ہے ہم اس پر صدق دل سے ایمان رکھتے ہیں کہ یہ پیشگوئی عنقریب پوری ہوگی اور تمام لوگ اپنے رب اور اس دین حق کو پہچان لیں گے۔

اس مذہب (فرقہ احمدیہ) نے آجکل تمام دنیا سے مذہبی جنگ چھیڑ رکھی ہے اور یہ لوگ انگلستان فرانس، امریکا، ایشیا اور افریقہ کے بہت سارے ممالک میں پائے جاتے ہیں۔ یہ لوگ مسلمانوں اور عیسائیوں کو اپنا مذہب قبول کراتے رہتے ہیں۔ ان کی ایک منظّم اور ترقی کرنے والی جماعت ہے اور یہ جماعت امید رکھتی ہے کہ وہ لوگوں میں سے تعلیم یافتہ طبقوں اور اکثر متمدن ممالک کو اپنی طرف کھینچ لے گی۔

(الفضل 4؍اپریل 1930ء صفحہ 9-10 بحوالہ خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کے حالات زندگی جلد اوّل صفحہ 215 تا 221)

شاہزادہ فیصل کو بیت الفضل لندن کے افتتاح کی دعوت

مولانا شمس صاحب کے مذکورہ بالا انٹرویو میں بیت الفضل لندن کی افتتاحی تقریب میں شاہزادہ فیصل کی شرکت کے بارہ میں بھی کچھ وضاحت آئی ہے۔ قارئین کرام کو اشتیاق ہوگا کہ اس پورے قصہ کی تفاصیل سے آگاہی حاصل کریں۔ گو کہ اس کے بعض حصے 1939ء کے ہیں لیکن چونکہ تمام واقعات کا بیت الفضل لندن اور مولانا شمس صاحب سے براہ راست تعلق ہے اس لئے ہم قارئین کرام کے لئے انہیں یہاں پر یکجائی صورت میں درج کر دیتے ہیں اور اس کے بعد حضرت مولانا شمس صاحب کے مصر میں قیام کے باقی حالات بیان کریں گے۔

جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 1924ء میں اپنے سفر ولایت کے دوران بیت الفضل لندن کی بنیاد رکھی مگر چونکہ اس وقت بعض ضروری سامان مہیا نہیں ہو سکے تھے اس لئے بیت کی بقیہ تعمیر کچھ عرصہ تک ملتوی رہی۔ بالآخر 1925ء میں اس کا کام شروع کیا گیا اور 1926ء میں یہ خدا کا گھر اپنی تکمیل کو پہنچا۔ اس وقت حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب دردؔ ایم اے لندن کے مشن کے انچارج تھے۔ درد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ہدایت کے ماتحت عراق کے بادشاہ فیصل سے درخواست کی کہ وہ اپنے لڑکے زید کو اجازت دیں کہ وہ ہماری بیت کا افتتاح کریں اور جب اس کے جلد بعد شاہِ عراق خود یورپ گئے تو ان سے تحریک کی گئی کہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ خود بیت کے افتتاح کے لئے تشریف لائیں۔ مگر انہوں نے اس درخواست کو ٹال دیا۔ اس کے بعد سلطان ابن سعود بادشاہِ حجاز کی خدمت میں تار دی گئی کہ وہ اپنے کسی صاحبزادہ کو اس کام کے لئے مقرر فرمائیں اور انہوں نے تار کے ذریعہ اس درخواست کو منظور کیا اور اپنے ایک فرزند شاہزادہ فیصل کو اس غرض کے لئے ولایت روانہ کر دیا۔ جب شاہزادہ موصوف لندن پہنچے تو درد صاحب کے انتظام کے ماتحت ان کا نہایت شاندار استقبال کیا گیا اور اخباروں میں دھوم مچ گئی کہ وہ بیت الفضل لندن کے افتتاح کے لئے تشریف لائے ہیں۔ مگر اس کے بعد ایسے پُراسرار حالات پیدا ہونے لگے کہ شاہزادہ فیصل برملا انکار کرنے کے بغیر پیچھے ہٹنا شروع ہو گئے اور گو آخر وقت تک انہوں نے انکار نہیں کیا مگر عملاً تشریف بھی نہیں لائے۔ ان کے تامّل کو دیکھ کر درد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے بذریعہ تار اجازت لے لی کہ اگر شہزداہ فیصل نہ آئیں تو خان بہادر شیخ عبدالقادر صاحب بیت کا افتتاح کر دیں۔ چنانچہ جب فیصل صاحب نہ پہنچے تو درد صاحب نے بیت کا افتتاح خان بہادر سر عبدالقادر صاحب کے ذریعہ کروا لیا جو ان دنوں لیگ آف نیشنز کے اجلاس میں شرکت کے لئے ہندوستان کے نمائندہ کی حیثیت سے ولایت آئے ہوئے تھے۔ مگر شاہزادہ فیصل کی آمد کا ولایت کے اخباروں میں اس قدر کثرت کے ساتھ چرچا ہو چکا تھا کہ لوگوں نے ان کے نہ آنے کو بہت اچنبھا سمجھا اور واقف کار لوگ تاڑ گئے کہ اس عملی انکار کے پیچھے اصل راز کیا مخفی ہے۔

وہ راز یہ تھا کہ بعض حلقوں نے اس بات کو دیکھ کر کہ جماعت احمدیہ زیادہ اہمیت اختیار کر رہی ہے سلطان ابن سعود کو بہکا دیا تھا کہ ان کے صاحبزادہ صاحب بیت احمدیہ کی افتتاحی رسم سے مجتنب رہیں اور ان کے دل میں یہ خیال بھی پیدا کر دیا گیا تھا کہ چونکہ مسلمان علماء کا ایک معتد بہ حصہ جماعت احمدیہ کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتا ہے اس لئے بیت احمدیہ کے افتتاح میں شاہزادہ فیصل کی شرکت سے اسلامی ممالک میں سلطان کے متعلق بُرا اثر پیدا ہوگا۔ بہرحال خواہ اصل وجہ کچھ بھی ہو شاہزادہ فیصل کی شرکت سے جو فائدہ جماعت احمدیہ کو حاصل ہو سکتا تھا وہ پھر بھی ہو گیا اور وہ یہ کہ ولایت کے اخباروں میں نہایت کثرت کے ساتھ بیت احمدیہ اور جماعت احمدیہ کی شہرت ہو گئی۔ بلکہ ابتدائی اقرار اور بعد کے انکار نے اس شہرت کو اور بھی نمایاں کر دیا۔ مگر خود شاہزادہ موصوف کی یہ بدقسمتی ضرور ہے کہ انہوں نے ایک اہم دینی خدمت سے جس کی یاد دنیا میں قیامت تک رہنے والی تھی اپنے آپ کو محروم کر دیا۔

(ماخوذ از سلسلہ احمدیہ صفحہ 380-382)

مرسلہ: مکرم پروفیسر راجا نصر اللہ خان صاحب

خوبصورت لفظ شیزان لکھنے والے آرٹسٹ کا دلچسپ تذکرہ

معروف ادیب اور مصنف اے حمید اپنے کالم مطبوعہ نوائے وقت سنڈے میگزین میں لفظ شیزان اور اس کے پینٹر کے متعلق دلچسپ حقائق بیان کرتے ہیں جو قارئین الفضل کی ضیافت طبع کے لئے درج ذیل ہیں:۔

میرا ہم نوالہ ہم پیالہ دوست انور جلال شمیزا بنیادی طور پر آئل کلر کا پینٹر تھا جس پر یورپ کے کلاسیکی پینٹرز یعنی اولڈ ماسٹرز کا گہرا اثر تھا لیکن بعد میں اس نے اسلامی اسلوب کی مصورانہ خطاطی سے متاثر ہو کر بھی بہت سے کینوس تخلیق کئے۔ ظہور کاظمی صاحب نے شمیزا کے فن کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ انور جلال شمیزا نے مصورانہ خطاطی پر کام کرتے ہوئے عربی اور فارسی کے جن الفاظ کو لکھا وہ آج بھی سب سے الگ دکھائی دیتے ہیں۔ انور جلال شمیزا کا ایک کارنامہ یہ بھی ہے کہ اس نے انگریزی کے الفاظ کو شکستہ کر کے اس انداز سے لکھا کہ ان کی الگ الگ انفرادی حیثیت بن گئی اس کی کامیاب مثال انور جلال شمیزا کے اپنے دستخط ہیں انور جلال شروع دن سے اپنے انگریزی کے دستخطوں میں ایس (S) اور زیڈ یعنی (Z) کو کچھ ایسے انداز میں کھینچ کر لکھتا تھا کہ اس میں ایک آرٹسٹک حسن پیدا ہو گیا ہے۔ آج اس کے انگریزی کے دستخط شیزان نام کے ہر ریسٹورنٹ کی پیشانی پر لکھے ہوئے نظر آتے ہیں اور اب تو یہ نام کمرشل طور پر اتنا عام ہو گیا ہے کہ شیزان ریسٹورنٹ کے علاوہ لاہور میں اب شیزان بیکری، شیزان تکہ شاپ...... بھی نظر آنے لگی ہے۔ چنانچہ اب مجھے اپنے پیارے دوست انور جلال شمیزا کو یاد کرنے کے واسطے کسی خاص چیز یا کسی خاص واقعے کا سہارا نہیں لینا پڑتا بلکہ میں لاہور شہر کے کسی بارونق بازار سے گزر جاؤں تو کسی نہ کسی جگہ مجھے شیزان کا بورڈ لگا ہوا ضرور نظر آ جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی انور جلال شمیزا سے منسلک اداس یادوں کی پت جھڑ شروع ہو جاتی ہے۔

مجھے وہ دن یاد آ رہا ہے جب لاہور کی مال روڈ پر ارسٹو کریٹس کے واسطے شیزان ریسٹورنٹ کی پیشانی پر شیزان نام کا انگریزی میں لکھا ہوا بورڈ لگایا جا رہا ہے۔ ...... انور جلال کا تعلق اس کشمیری خاندان سے تھا جن کے بزرگ کسی زمانے میں وادی کشمیر سے نقل وطن کر کے شملے آ کر آباد ہو گئے تھے جس طرح ہمارے آباؤ اجداد کسی زمانے میں وادی کشمیر سے نکل کر لاہور اور امرتسر میں آ کر آباد ہو گئے تھے۔ میرا تعلق خاندان کی اس شاخ سے تھا جو امرتسر میں آ کر آباد ہوئی تھی۔......

انور جلال شمیزا کی فیملی بھی شملے (بھارت) سے ہجرت کر کے امرتسر آئی تھی اور انہوں نے بیڈن روڈ پر ایک مکان کرایہ پر لیا تھا جس کا راستہ بیڈن روڈ کی ایک گلی سے نکل کر شیزان روڈ کے پیچھے واقع انور جلال کے گھر کو جاتا تھا۔ انور جلال شملے سے آئل پینٹنگ کرتا آیا تھا اور پاکستان آ کر بھی اس نے آئل پینٹنگ اور کمرشل ڈیزائننگ کو ہی اپنا ذریعہ معاش بنایا تھا یہی وجہ تھی کہ شیزان ریسٹورنٹ کی ابتداء کرنے والے شرفا نے ریسٹورنٹ کا بورڈ لکھنے کے لئے انور جلال شمیزا کا انتخاب کیا اس کی ایک وجہ بلکہ غالب وجہ یہی تھی کہ انور جلال کا تعلق بھی شملے کے ایک معزز گھرانے سے تھا اور انور جلال کا لباس بھی ارسٹو کریٹ ہوتا تھا اور اس کا مزاج بھی شاہانہ ٹھاٹھ کا تھا اور جن لوگوں نے لاہور کے مال روڈ پر ریگل سینما والے چوک میں شیزان ریسٹورنٹ کا آغاز کیا تھا ان کا تعلق بھی پنجاب کے ایک بڑے معزز اور پڑھے لکھے سیاسی خاندان سے تھا کسی نے مجھے بتایا تھا کہ شیزان کا نام اس طرح بنا تھا کہ اس خاندان کی برادری کی ہر بڑی شاخ کے کسی نہ کسی بڑے بزرگ کے نام کا پہلا لفظ لے لیا تھا اور یوں ش ے ز الف اور نون کو ملا کر شیزان کا لفظ معرض وجود میں آیا باقی خدا بہتر جانتا ہے۔ اس روز بھی جب گوالمنڈی میں مجھے نواز اور حسن طارق نہ ملے تو میں انور جلال کے مکان پر آ گیا ان کا مکان شیزان ریسٹورنٹ کے پیچھے گلی کے آخر میں جا کر تھا وہاں گلی ختم ہو جاتی تھی انور جلال کے گھر سے معلوم ہوا کہ وہ شیزان ریسٹورنٹ میں گیا ہے میں بیڈن روڈ سے نکل کر مال روڈ کے ریگل والے چوک میں آیا تو دیکھا کہ انور جلال شیزان ریسٹورنٹ کے سامنے کھڑا ہے دونوں ہاتھ پتلون کی جیب میں ہیں اور چہرہ اوپر اٹھائے شیزان کی پیشانی پر لگے ہوئے بورڈ کو دیکھ رہا ہے جس پر اس نے انگریزی میں شیزان کے الفاظ لکھے ہیں۔ میں اس کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا مجھے دیکھے بغیر کہنے لگا۔

اے حمید آج میں نے اپنے دستخط فروخت کر دیئے ہیں۔ میں نے بورڈ کی طرف دیکھا تو مجھے لگا جیسے اس نے اپنے انگریزی کے دستخط کو ذرا بڑا کر کے بورڈ پر لکھ دیا ہے۔ بالکل ویسا ہی S اور چھوٹا h اور A اور N اور زیڈ کو ویسے لمبا کھینچ کر لکھا گیا تھا جس طرح وہ اپنے انگریزی کے شمیزا کے دستخط کرتا تھا۔

(نوائے وقت سنڈے میگزین 31/ اکتوبر 2010ء ص 22,21)

مکرم رانا عبدالرزاق خان صاحب کاٹھ گڑھی

چوہدری عبدالستار خاں کاٹھ گڑھی کی یاد میں

چوہدری عبدالستار خاں 1917ء کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیار پور انڈیا میں چوہدری نور محمد رائیکہ کے گھر میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم احمدیہ مڈل سکول کاٹھ گڑھ سے حاصل کی۔ ۱۹۳۰ء میں آپ کے والد صاحب کا انتقال ہو گیا۔ بچپن سے شفقت پدری سے محروم ہونے سے خاطر خواہ تعلیم حاصل نہ کر سکے۔ اور برٹش انڈین آرمی میں بھرتی ہو گئے۔ والدین کے اکلوتے بیٹے تھے اور آپ کی چار بہنیں تھیں۔ پاکستان کی تقسیم کے بعد آپ ککی نو تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ میں آباد ہو گئے۔ جہاں آپ نے اپنی اور اپنی برادری کی آبائی زمین الاٹ کروالی۔ یہاں آپ نے سب احباب جماعت سے مل کر ایک بیت الذکر عمارت بنائی اور جماعت قائم کی۔ آپ بہت ہی معقول اور دانشمند انسان تھے۔ محکمہ مال کے امور کے متعلق بہت ہی گہرا علم رکھتے تھے۔ قیام پاکستان کے فوراً بعد احمدی احباب کی زمینوں کے کلیم الاٹ کروائے اور ان امور میں سب کی مدد بھی کی۔ ساری برادری آپ کو اپنا سربراہ مانتی تھی۔ کوئی بھی موقع آتا، مثلاً الیکشن کا موقع ہوتا یا برادری میں کوئی جھگڑا ہو جاتا تو آپ مناسب فیصلہ کرتے جو سب کو قبول ہوتا۔ سب آپ کے فیصلوں پر آمین کرتے تھے۔ آپ عرصہ دراز تک صدر جماعت بھی رہے۔ جماعتی مہمانوں کا بہت احترام کرتے تھے۔ سب لوگوں کی ضروریات کا خیال رکھتے تھے۔ اور سب کے کام آتے تھے۔ بہت ہی نڈر اور دلیر تھے۔ 1928ء میں یہاں کے ایک بہت بڑے غیر احمدی زمیندار نے ایک حافظ قرآن کو قتل کر دیا تھا۔ علاقے میں اس قاتل کے خلاف کوئی بھی سچی گواہی دینے کے لئے تیار نہ تھا۔ مگر آپ نے اس گواہی کے لئے خود کو پیش کر دیا۔ آپ کو بہت دھمکیاں بھی ملیں مگر آپ بڑے استقلال سے ثابت قدم رہے۔ ڈٹ کر گواہی دی۔ اور قاتل کو چودہ سال قید کی سزا ہوئی۔ آپ کی اس جرأت مندانہ سچی گواہی کا یہ علاقہ گواہ ہے۔ بیت احمدیہ ککی نو کی تعمیر نو میں بھی آپ نے بہت اچھا کردار ادا کیا۔ جماعتی وقار کا ہمیشہ خیال رکھتے۔ اس علاقے کے سب لوگوں سے آپ کا ایک گہرا تعلق تھا افسران سے آپ کی بہت پہچان تھی۔ کوئی کام بھی مشکل سے مشکل ہوتا۔ بغیر رشوت کے اور مناسب انداز بیان سے سب افسران سے کروا لیتے تھے۔ ساری برادری میں کوئی بھی سرکاری کام ہوتا تو وہ آپ کے ذمہ لگا دیا جاتا تھا۔ اور وہ کام آپ احسن طریقے سے سرانجام دیتے تھے۔ آپ کی والدہ شریفن بی بی سے متعلق ایک واقعہ مشہور ہے کہ وہ بہت ہی نیک اور پابند صوم وصلوٰۃ خاتون تھیں مگر ابھی احمدی نہ ہوئی تھیں۔ ہمارے والد صاحب عبداللطیف خاں (جو کہ ان کے داماد تھے) نے اپنی ساس کو احمدیت کی سچائی کے بارے میں استخارہ کرنے کا بتایا جو کہ آپ روزانہ سونے سے قبل پڑھتی رہیں۔ چند دنوں کے بعد انھوں نے اپنا خواب بتایا کہ میں ایک راستے پر جا رہی ہوں اور کسی منزل کا راستہ ایک بزرگ سے پوچھتی ہوں۔ اس نورانی چہرے والے بزرگ نے مجھے کہا کہ مائی تم غلط راستے پر ہو۔ یہ سیدھا راستہ جو میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ یہی آپ کو منزل مقصود تک پہنچا دے گا۔ اس طرف جاؤ۔ میرے والد صاحب نے جب حضرت مسیح موعود کا فوٹو مبارک ان کو دکھایا تو فوراً کہہ اٹھی کہ یہی بزرگ تھے جو میں نے خواب میں دیکھے۔ اور فوراً بیعت کر لی۔ اور اس طرح اس خاندان میں احمدیت آئی۔ چوہدری عبدالستار خاں کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ بیٹا محمد سلیم خاں مرحوم اور محمد حنیف خاں دارالیمن غربی حلقہ یمن سعادت میں رہائش پذیر ہیں۔ بیٹی نصرت بیگم صاحبہ ککی نو میں اور مکرمہ بشریٰ صاحبہ مکرمہ نسرین صاحبہ کراچی میں رہتی ہیں۔ اور سب ہی احمدیت کے نور سے منور ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی میں ہی اپنی ساری زرعی زمین شرعی طور پر اپنے بچوں اور بچیوں میں منتقل کر دی تھی تا کہ بعد میں تقسیم زمین کا کوئی فتنہ نہ کھڑا ہو۔ آپ کی وفات مارچ 2001ء میں ہوئی۔ علاقے کے بہت غیر از جماعت دوستوں نے تعزیت کی اور ان کی مفارقت کو محسوس کیا۔

آپ بہت ہی حوصلہ مند، حلیم، مہمان نواز، دانشمند، زود فہم، مستقل مزاج، جرأت مند، بہادر اور نیک انسان اور جماعت کے اہم اور سرگرم بزرگ تھے۔ خدا تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ ہم سب کو ان بزرگوں کی پیروی میں اس نور خلافت سے ہمیشہ وابستہ رکھے۔ آمین۔

پاکستان نے بھی قرضہ دیا

عام طور پر پاکستان کے دوسرے ممالک سے قرضہ لینے کی خبریں ہی عوام تک پہنچتی ہیں لیکن یہ بات تعجب خیز ہے کہ پاکستان نے 1987ء میں یوگنڈا کو بلاسود 5 کروڑ روپے کا قرضہ دیا، اس کے علاوہ ٹریکٹر، فالتو پرزے اور ٹریکٹروں سے متعلق دیگر سامان بھی یوگنڈا کو دیا۔

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

کامیابی

مکرم وسیم احمد ظفر ثانی صاحب مربی سلسلہ آئیوری کوسٹ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بیٹی عزیزہ غزالہ نایاب واقفہ نو نے امسال آٹھویں جماعت کے امتحان میں (فرنچ سسٹم) اوسط کے لحاظ سے پورے کالج میں اول پوزیشن حاصل کی عزیزہ نے 87% نمبر حاصل کئے اسی طرح عزیزم طلحہ فصیح احمد نے پرائمری کے بورڈ کے امتحان میں کلاس میں اول پوزیشن حاصل کی۔ اسی طرح عزیزم تکریم احمد واقف نو نے بھی پہلی کلاس میں اول پوزیشن حاصل کی۔ آئیوری کوسٹ میں تمام پڑھائی کا نظام فرنچ میں ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو نیک، صالح اور خادم دین بنائے نیز دین و دنیا کی حسنات سے نوازے۔ آمین

نکاح

مکرم ظہیر احمد بابر صاحب مربی سلسلہ نظارت دعوت الی اللہ تحریر کرتے ہیں۔

مورخہ 9/ اکتوبر 2010ء کو محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے بیت المبارک ربوہ میں خاکسار کے بھتیجے مکرم منصور احمد صاحب ابن مکرم نصیر احمد صاحب ساکن بھنگالہ ضلع نارووال کے نکاح کا اعلان ہمراہ مکرمہ عالیہ نصرت صاحبہ بنت مکرم عبدالماجد خان صاحب دارالیمن وسطی ربوہ مبلغ ایک لاکھ روپے حق مہر پر فرمایا احباب جماعت سے اس رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

اسی طرح مورخہ 13 نومبر 2010ء کو خاکسار نے اپنی تایا زاد ہمشیرہ مکرمہ مبارکہ شاہین صاحبہ بنت مکرم بشیر احمد صاحب ساکن بھنگالہ ضلع نارووال کے نکاح کا اعلان ہمراہ مکرم مظہر مالک صاحب ابن مکرم عبدالمالک صاحب راہوالی ضلع گوجرانوالہ مبلغ ساٹھ ہزار روپے حق مہر پر کیا۔ اسی روز رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی۔ خاکسار نے ہی دعا کروائی۔ احباب کرام سے اس رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت و مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

تقریب رخصتانہ

مکرم چوہدری عطاء الرحمٰن محمود صاحب قائد عمومی مجلس انصاراللہ پاکستان تحریر کرتے ہیں۔

مکرمہ ڈاکٹر حامدہ عظمت صاحبہ پی۔ ایچ۔ ڈی بنت مکرم عظمت حسین شہزاد صاحب ناظم مجلس انصاراللہ علاقہ فیصل آباد کی تقریب رخصتانہ ہمراہ مکرم مشہود احمد صاحب ابن مکرم ڈاکٹر مبارک علی صاحب آف ملتان سٹی گارڈن فیصل آباد میں مورخہ 6 نومبر 2010ء کو منعقد ہوئی۔ مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان نے دعا کروائی۔ احباب جماعت کی خدمت میں رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ولادت

مکرم لقمان احمد کشور صاحب مہتمم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان لکھتے ہیں۔

خاکسار کے چھوٹے بھائی مکرم عمران احمد صاحب کارکن دارالصناعۃ و مکرمہ رفیعہ عمران صاحبہ کو خدا تعالیٰ نے یکم نومبر 2010ء کو محض اپنے فضل سے دو بیٹیوں اور ایک بیٹے کے بعد دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ بچہ وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کا نام کامران احمد عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم صادق علی صاحب کارکن نظارت رشتہ ناطہ کا پوتا اور مکرم صداقت حیات جگ صاحب کا نواسہ ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ نومولود کو خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم کرنل (ر) ایاز محمود خان صاحب تحریر کرتے ہیں۔

مکرم ڈاکٹر افضال احمد صاحب ایم بی بی ایس ابن مکرم بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد شمیم صاحب مورخہ 24 نومبر 2010ء بوقت چار بجے صبح راولپنڈی میں وفات پا گئے۔ آپ 20 مارچ 1947ء کو پیدا ہوئے تھے اور اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد کچھ عرصہ ایران میں بھی رہے۔ گزشتہ بیس سال سے راولپنڈی میں مقیم تھے اور پرائیویٹ پریکٹس کرتے تھے۔ غرباء سے نہایت شفقت سے سلوک کرتے اور ان کا علاج بھی بلا معاوضہ کرتے۔ مرحوم کی نماز جنازہ اور تدفین راولپنڈی میں ہوئی۔ احباب جماعت سے ان کی مغفرت، بلندی درجات نیز ان کی اہلیہ اور ایک غیر شادی شدہ بیٹی کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔

رفیق حضرت مسیح موعود

حضرت مہر سون صاحب آف سیکھواں ضلع گورداسپور

حضرت مہر سون صاحب سیکھواں ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے اور ایک معزز زمیندار تھے، آپ نے 1892ء میں حضرت منشی عبدالعزیز صاحب اوجلوی یکے از 313 رفقاء احمد کے ساتھ بیعت کی توفیق پائی، وہ بیان کرتے ہیں:

''.....مہر سون صاحب.... جو اب مقبرہ بہشتی میں مدفون ہیں وہ سیکھواں کے رہنے والے معزز زمیندار تھے ان کی میرے ساتھ محبت ہوگئی اور میرے عقیدہ کے ساتھ ان کو بھی اتفاق ہوگیا اگرچہ وہ پہلے میاں جمال الدین، امام الدین صاحبان سے بوجہ ان کے موحد خیال ہونے کے اختلاف رکھا کرتے تھے، پھر ان کا عقیدہ و خیال ہمارے ساتھ ہی ہوگیا اور 1892ء میں خاکسار اور مہر صاحب جوڑے میں تھے روحانی پیدائش ایک وقت کی ہے پھر سب مل کر حضور کی زیارت کے لیے قادیان آتے جاتے رہنا....''

(رجسٹر روایات رفقاء نمبر 5 صفحہ 69,70)

حضرت اقدس کی کتب میں بھی آپ کا ذکر ملتا ہے۔ جون 1897ء میں قادیان میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی منعقد ہوا جس میں آپ بھی شامل ہوئے حضور نے حاضرین جلسہ کے نام اپنی ایک کتاب میں درج فرمائے ہیں:

220۔ مہر سون صاحب، سیکھواں ضلع گورداسپور

(جلسہ احباب، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 309)

اسی طرح حضور نے اپنے ایک اشتہار ''کیا محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کو عدالت صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور میں کُرسی ملی؟'' مطبوعہ 7 مارچ 1898ء میں آپ کا نام بطور گواہ اس طرح درج فرمایا ہے:

مہر سون صاحب سیکھواں ضلع گورداسپور (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 37)

آپ نے حضرت مسیح موعود کے اعجاز کا نشان اور باتوں کے علاوہ خود اپنی ذات میں بھی دیکھا تھا، حضرت مفتی محمد صادق صاحب اپنے ایک دورہ سیکھواں میں اس اعجازی نشان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ایک صاحب مہر سون نام اس جگہ ہیں ان کی ایمانی قوت کا ایک نشان قابل ذکر ہے، وہ فرمانے لگے کہ کوئی چھ سال ہوئے ڈاکٹر نے مجھے کہا تھا کہ اب تمہاری آنکھ بند ہوجاوے گی میں تب سے ہر جمعہ کو قادیان جاتا اور حضرت اقدس کا دامن اپنی آنکھ پر ملتا اس سے میری آنکھ کی قوت قائم رہی....''

(بدر 4/11 مارچ 1909ء صفحہ 2 کالم 2)

حضرت منشی عبدالعزیز صاحب اوجلوی آپ کے اسی واقعہ کے متعلق فرماتے ہیں:

''.....ان کو نزول الماء کی بیماری تھی، حضرت خلیفہ اول کو آنکھیں دکھائیں تو انھوں نے فرمایا کہ پہلے پانی آکر بینائی بالکل جاتی رہے گی تو پھر ان کا علاج کیا جائے گا۔ ان کو اس سے بہت صدمہ ہوا، اس کے بعد انھوں نے یہ طریق اختیار کیا کہ جب کبھی وہ قادیان آتے اور حضرت مسیح موعود کے پاس بیٹھنے کا موقعہ پاتے تو حضور کا شملہ مبارک اپنی آنکھوں سے لگا لیتے، کچھ عرصہ میں ہی ان کی بیماری نزول الماء جاتی رہی اور جب تک وہ زندہ رہے ان کی آنکھیں درست رہیں کسی علاج وغیرہ کی ضرورت پیش نہ آئی۔''

(سیرۃ المہدی حصہ سوم صفحہ 50 روایت نمبر 568 مرتبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے۔ مطبوعہ 1939ء)

آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابتدائی موصیان میں سے تھے وصیت نمبر 374 تھا۔ آپ نے 2/ دسمبر 1909 کو بعمر تقریباً 70 سال وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔

☆☆☆☆☆

بھٹی ہومیو پیتھک کلینک اینڈ سٹور
اوقات آجکل
صبح 9 تا 2 بجے
شام 4 تا 7½ بجے
رابطہ 0333-6568240
ادارہ قائم کردہ ڈاکٹر منصور احمد بھٹی (مرحوم)

نئے ذوق اور جدت کے ساتھ
گوندل بینکوئیٹ ہال اینڈ موبائل کیٹرنگ
خوبصورت انٹیریئر ڈیکوریشن اور لذیذ کھانوں کی لامحدود ورائٹی زبردست ائیر کنڈیشننگ
(بکنگ جاری ہے)
047-6212758,0300-7709458
0300-7704354,0301-7979258

درخواست دعا

۞ مکرم منیر احمد رشید صاحب مربی سلسلہ دفتر روزنامہ الفضل تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے والد مکرم رشید احمد صاحب نے آنکھ کا آپریشن کروایا ہے۔ احباب جماعت سے شفائے کاملہ وعاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

۞ مکرم امین احمد تنویر صاحب مربی سلسلہ وکالت تبشیر ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے والد محترم چوہدری عبدالحمید صاحب سیکرٹری تحریک جدید دارالیمن شرقی احسان ربوہ کھانسی اور سینے میں انفیکشن کی وجہ سے دو ہفتوں سے بیمار ہیں اور کافی کمزوری ہے احباب سے کامل صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

۞ مکرم چوہدری عبدالستار صاحب سابق محافظ خزانہ ساکن دارالانوار ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار پندرہ سال قبل بیت المہدی میں ہونے والے بم دھماکہ میں شدید زخمی ہوا تھا صحت بدستور علیل چلی آ رہی ہے میری بیوی بھی کافی عرصہ سے بیمار چلی آ رہی ہے مخلصین احباب سے دونوں کی کامل صحت یابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

ضرورت خادم وگارڈ بیت الذکر

۞ "بیت الذکر اوکاڑہ شہر کے لئے ایک عدد باشرع سیکیورٹی گارڈ اور ایک عدد خادم بیت الذکر کی ضرورت ہے۔ سنگل افراد کو ترجیح دی جائے گی۔ درخواست دہندگان اپنی درخواست مقامی صدر جماعت کی تصدیق کے ساتھ 15 دسمبر 2010ء تک درج ذیل ایڈریس پر بھجوادیں۔

ایڈریس:۔ شیخ احمد مظہر ایڈووکیٹ
صدر جماعت اوکاڑہ شہر احمدیہ بیت الذکر
"F" بلاک کالج روڈ اوکاڑہ شہر
رابطہ نمبر 0346-5742842

گلاب کی تازہ ورائٹی

۞ گلشن احمد نرسری میں گلاب انگلش کٹ کی تازہ ورائٹی دلکش رنگوں میں دستیاب ہے۔ موسم سرما کی خوبصورت پنیریاں بھی دستیاب ہیں۔ اپنے لان کو خوبصورت پھولوں سے سجانے کے لئے نرسری تشریف لائیں۔

(انچارج گلشن احمد نرسری ربوہ)

خریداران الفضل متوجہ ہوں

۞ جو خریداران الفضل اخبار ہاکر سے حاصل کرتے ہیں ان کی خدمت میں اطلاع ہے کہ بل ماہ نومبر 2010ء مبلغ -/95 روپے بنتا ہے۔ بل کی ادائیگی جلد کر کے ممنون فرمائیں۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

خبریں

ہماری حکومت نہ رہی تو جمہوریت بھی نہیں رہے گی

پیپلز پارٹی کے یوم تاسیس کے حوالے سے پشاور میں وزیر اعظم کے جلسے کے دوران کارکنوں نے نعرے لگاتے ہوئے مطالبہ کیا کہ بے نظیر بھٹو کے قاتلوں کو گرفتار کیا جائے۔ اس موقع پر وزیر اعظم گیلانی نے وعدہ کیا کہ بے نظیر بھٹو کے قاتلوں کو جلد بے نقاب کر کے قرار واقعی سزا دی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ ہماری حکومت نہ رہی تو جمہوریت بھی نہیں رہے گی، اور میڈیا کی آزادی بھی قائم نہ رہ پائے گی۔

20 سروسز پر 20 ارب کے ٹیکس لگیں گے

ریفارمڈ جنرل سیلز ٹیکس (آر جی ایس ٹی) کے نفاذ سے انشورنس، کیبل آپریٹرز، اسٹیٹ مینجمنٹ سروسز، لیبارٹریز، لاءفرمز، سٹیٹ ایجنٹس اینڈ ڈیولپرز، سٹوریج اینڈ ویئر ہاؤسز اور آرکیٹیکچرز سمیت 20 کے قریب نئی سروسز پر سیلز ٹیکس نافذ ہو جائے گا۔ ذرائع کے مطابق حکومت نے ان 20 سروسز سے سالانہ 20 ارب روپے کی ٹیکس وصولی کا تخمینہ لگایا ہے۔ اقتصادی ماہرین کے مطابق 20 ارب کے اس ٹیکس کا براہ راست اثر عوام پر پڑے گا کیونکہ سروسز فراہم کرنے والے یہ ادارے اضافی اخراجات کی وصولی عوام سے ہی کریں گے۔

بنوں، پولیس وین پر خودکش حملہ، 2 اہلکار سمیت 6 افراد جاں بحق، 25 زخمی

بنوں میں پولیس پر خودکش حملے میں 2 پولیس اہلکاروں اور کمسن بچی سمیت 6 افراد جاں بحق اور خواتین سمیت 25 افراد زخمی ہو گئے، اکثر کی حالت تشویشناک ہے۔ 2 مشکوک افراد کو حراست میں لے لیا گیا ہے۔ پاکستانی طالبان نے خودکش حملے کی ذمہ داری قبول کر لی ہے۔

بم حملہ، گورنر بلوچستان بال بال بچ گئے

گورنر بلوچستان نواب ذوالفقار مگسی سڑک کنارے نصب ریموٹ کنٹرول بم دھماکے میں بال بال بچ گئے۔ وہ قلات میں اپنی ساس کی فاتحہ خوانی کے بعد کوئٹہ آ رہے تھے۔ منگوچر کے قریب ان کی گاڑی گزرنے کے فوراً بعد سڑک کنارے نصب ریموٹ کنٹرول بم پھٹ گیا جس سے سکواڈ میں شامل سیکیورٹی کی گاڑی کو نقصان پہنچا۔

پٹرولیم قیمتیں برقرار جیٹ فیول مہنگا

اوگرا نے پٹرولیم کی قیمتیں موجودہ سطح پر برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا ہے تاہم جیٹ فیول میں 92 پیسے سے لے کر ایک روپیہ 14 پیسے تک فی لٹر اضافے کا اعلان کیا ہے۔ موجودہ فیصلے کا اطلاق دسمبر کے لئے ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا
ڈینگی بخار کیلئے نسخہ

۞ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ڈینگی بخار کیلئے درج ذیل نسخہ تجویز فرمایا ہے۔

ڈینگی بخار میں مبتلا ہو جانے کی صورت میں

1- Aconite+ Arsanic Alb 200

2- Typhiodinum+ Pyrogenium 200

نوٹ: پہلے غلطی سے 200 کی بجائے 30 شائع ہو گیا تھا۔ (ادارہ)

باری باری ہفتہ میں ایک ایک بار (تین دن کے وقفہ سے)

3- Bryonia + Rhustox+ Ipecac +Eupatorium +China 30

ملا کر دن میں دو بار صبح اور شام

4- Echinacea-Q

دس قطرے چند گھونٹ پانی میں ملا کر دن میں دو بار۔ کھانے کے بعد

ڈینگی بخار کی وباء کے حفظ ماتقدم کیلئے دوائیں

1- Dengue Fever -200

ہفتہ میں ایک بار

2- Bryonia + Rhustox+Ipecac +China +Eupatorium 30

ملا کر دن میں ایک بار

ہر علاج ناکام ہو تو؟
ان شاءاللہ ہولزمک ہومیوپیتھی سے شفا ممکن ہے۔
بانی ہومیو ڈاکٹر سجاد
0334-6372030
047-6214226

آزمائشی شوگر کورس فری
افاقہ ہو تو مکمل علاج کرائیں۔ معلوماتی کتابچہ فری۔ ہماری کتاب "فیملی ڈاکٹر" کی مدد سے اپنا علاج خود کریں۔ ربوہ کے ہر بڑے کتب فروش سے دستیاب ہے
مظہر ہومیو و ہربل فارما و ہسپتال
www.drmazhar.com
احمد نگر ربوہ 0334-6372686

بااختیار ڈیلر ڈاؤلینس۔ پیل۔ ھائر۔ LG۔
نوبل TV۔ سپر ایشیا۔ کیئر جنرل۔ انڈس
فریج۔ TV۔ مائیکروویو اوون۔ کوکنگ رینج۔
فل آٹومیٹک واشنگ مشین۔ ڈرائیر۔ کچن ہب۔
لاہور، فیصل آباد ریٹ پر حاصل کریں۔
نیو ربوہ الیکٹرونکس ریلوے روڈ ربوہ
047-6215934,6211661

ربوہ میں طلوع وغروب 2 دسمبر

طلوع فجر	5:22
طلوع آفتاب	6:49
زوال آفتاب	11:55
غروب آفتاب	5:06

حکیم عبدالحمید اعوان مرحوم کا چشمہ فیض
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)

مطب حمید (رجسٹرڈ)
کا ماہانہ پروگرام حسب ذیل ہے
ہر ماہ 5-4-3 تاریخ کو عقب دھوبی گھاٹ گلی نمبر 1/9 مکان نمبر P-234 فیصل آباد فون: 041-2622223
موبائل: 0300-6451011
ہر ماہ 7-6 تاریخ کو دوکان اقصیٰ چوک مکان نمبر P-7/C رحمٰن کالونی ربوہ ضلع جھنگ فون 047-6212755-6212855
موبائل: 0300-6451011
ہر ماہ 12-11-10 تاریخ کو NW-741 دوکان نمبر 1 کالی ٹینکی نزد ظہور الٹرا ساؤنڈ سید پور روڈ راولپنڈی
فون: 051-4410945 موبائل: 0300-6408280
ہر ماہ 17-16-15 تاریخ کو 49 ٹیل مدنی ٹاؤن نزد سیکنڈری بورڈ آف ایجوکیشن فیصل آباد روڈ سرگودھا فون: 048-3214338
موبائل: 0300-6451011
ہر ماہ 20-19-18 تاریخ کو شاپ نمبر 4 بلاک 47/A قیصر پارک بالمقابل گریڈ اسٹیشن واپڈا مین روڈ گلشن راوی لاہور
فون: 042-7411903 موبائل: 0302-6644388
ہر ماہ 24-23 تاریخ کو ضیاء روڈ ہارون آباد ضلع بہاولنگر
فون: 063-2250612 موبائل: 0302-6650961
ہر ماہ 27-26-25 تاریخ کو حضوری باغ روڈ پرانی کوتوالی ملتان
فون: 061-4542502 موبائل: 0300-6470099
10 جوہر ویو فاروق ایونیو آخری شاپ وفاقی کالونی نیو کیمپس لاہور
فون: 042-5301661
باقی دنوں میں مشورہ کے خواہشمند اس جگہ تشریف لائیں۔
حکیم عبدالحمید اعوان مرحوم
ہیڈ آفس: کا مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
مطب حمید (رجسٹرڈ)
پنڈی بائی پاس نزد شیل پٹرول پمپ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ
Tel:055-3891024-3892571Fax:+92-55-3894271
E-maiL:mate_e_hameed@hotmail.com
E-maiL:mata_e_hameed@yahoo.com
سب آفس: مطب حمید مشہور دواخانہ گرین بلڈنگ چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
Tel:055-4218534-4219065
E-mail:matahabmeed@hotmail.com

FD-10